بارہواں مرثیہ

تصنیف ۲۰۰۷ء

عنوان مجلس

تعدادِ بند ۴۳

مطلع مرثیہ لکھنے کو پھر آج اُٹھاتا ہوں قلم

—۱—

مرثیے لکھنے کو پھر آج اٹھاتا ہوں قلم
اس نے بخشی ہے یہ طاقت تو چلاتا ہوں قلم
شاخ در شاخ معانی کے لگاتا ہوں قلم
دل کی موجوں کے بہاؤ پہ بہاتا ہوں قلم
میرا مالک جو مجھے رزقِ سخن دیتا ہے
جُرعۂ شیر نہیں، نہرِ لبن دیتا ہے

—۲—

آج پھر دل ہے مرا طالبِ لیلائے سخن
آج بھی گرم ہو بازارِ زلیخائے سخن
پھر قلم سے ہو مرے بارشِ گلہائے سخن
پھر روانی سے بہے آج یہ دریائے سخن
پھر سماعت کے لبِ تشنہ کو پانی مل جائے
پھر درِ علم سے آبِ ہمہ دانی مل جائے

۳۔

پھول احساس کے، لفظوں سے کھلاتا ہے سخن

دل کے جذبات کو، لہجے میں دکھاتا ہے سخن

ساری دنیا کی زبانوں میں سماتا ہے سخن

علم دریا ہے مگر اس کو بہاتا ہے سخن

پیکرِ نطق میں، الفاظ و معانی ہے سخن

قحط برآبِ سماعت ہو، تو پانی ہے سخن

۴۔

لہلہاتا ہُوا، یہ باغ سخن ہے میرا

غنچہ و گل ہیں مرے، حُسن چمن ہے میرا

سر بسر عیب سے عاری ہے، وہ فن ہے میرا

چار پشتوں سے یہی ایک وطن ہے میرا

میں یوں ہی حقِّ مودّت کو ادا کرتا ہوں

ذکرِ شبیرؑ عبادت ہے، سدا کرتا ہوں

۔۵۔

مرثیے میں مجھے، مجلس کا بیاں ہے منظور

اہلِ مجلس ہیں نگاہوں میں، تو دل کو ہے سرور

قدر دانانِ سخن، اہلِ نظر، اہلِ شعور

سامعیں، حُسنِ سماعت کا ہے جن میں دستور

اپنی بیماری کے جھنجھٹ کے تدارک میں ملے

اب نیا مرثیہ مجلس کے تبرک میں ملے

۔۶۔

م سے، مسکنِ ذکرِ شہدا ہے مجلس

ج سے، جادۂ اربابِ عزا ہے مجلس

ل سے، لذتِ تسکینِ ولا ہے مجلس

س سے، سلسلۂ رسمِ وفا ہے مجلس

ہم عزاداروں کو ہر چیز سے پیارا غم ہے

ہم اسی غم کے لیے ہیں، یہ ہمارا غم ہے

۔۷۔

اس کے آداب میں شامل ہے، ادب کا برتاؤ

ایسا ماحول کہ جس میں کوئی سختی نہ تناؤ

جو بگڑ ہی نہیں سکتا کبھی، وہ اس کا بناؤ

اہلِ ایماں کو سدا رہتا ہے مجلس سے لگاؤ

چودہ صدیوں سے یہ دستورِ وفا جاری ہے

غمِ شبّیر میں گھر گھر یہ عزاداری ہے

۔۸۔

آج ہر گھر ہے بپا اہلِ خدا کی مجلس

ابتدا کیسے ہوئی کس نے بپا کی مجلس

کب ہوئی دہر میں، ذکرِ شہدا کی مجلس

گھر میں خاتمؐ کے ہوئی پہلی عزا کی مجلس

غم کی روداد پیمبرؐ تھے سُنانے والے

رونے والے تھے محمدؐ کے گھرانے والے

۔۹۔

سامعیں سارے ہی معصوم تھے، ذاکر معصوم

آپؐ کرتے تھے بیاں، ذکرِ حسینؑ مظلوم

کربلا، وحیِ الٰہی سے ہوتی تھی معلوم

گریہ فاطمہ زہراؑ سے فضا تھی مغموم

شرکتِ مجلسِ غم، سیرتِ پیغمبرؐ ہے

اس لیے اور بھی یہ بزمِ عزا ہر گھر ہے

۔۱۰۔

نہ مکاں اس سے ہے خالی، نہ زماں خالی ہے

نہ بہار اس کے بنا ہے، نہ خزاں خالی ہے

نہ کوئی لمحہِ وقتِ گزراں خالی ہے

نہ ہو شبّیر کا ماتم، تو یہ جاں خالی ہے

جذبہِ غم دلِ مومن میں جواں رہتا ہے

یہ وہ دریا ہے جو ہر آن رواں رہتا ہے

۔۱۱۔

ہم جہاں بھی رہے، واں مجلس و ماتم بھی رہا

ذکرِ شبّیرؑ رہا، دیدہِ پُرنم بھی رہا

اور بھی کام کیے، کارِ محرم بھی رہا

ذکرِ جاری رہے، یہ عزمِ مصمم بھی رہا

لائقِ دید ہے مجلس کے دوانوں کی بہار

کوئی امریکا میں دیکھے عزاخانوں کی بہار

۔۱۲۔

مرثیہ کی یہ مجالس کہ ہیں خیرِ جاری

چڑھیں پروان، کہ بچوں کی تھی محنت ساری

دین داری نہ گئی، لاکھ ہو دنیاداری

اس عزاداری میں ہم جیتے ہیں، دنیا ہاری

کیا جواں بخت، مجالس پہ جمال آیا ہے

چشمِ بد دور، کہ اٹھارہواں سال آیا ہے

–۱۳–

کہیں امریکا میں ایسا تو ادارہ ہی نہیں
کوئی اس طرح کہیں، انجمن آرا ہی نہیں
ادب آموز عبادت ہے، خسارہ ہی نہیں
بحرِ شایستہِ غم ہے، کہ کنارہ ہی نہیں

کارِ اسلام کھُلے عام کیا ہے اس نے
عام شبّیر کا پیغام کیا ہے اس نے

–۱۴–

درس گاہِ ادب و مہر و محبّت، مجلس
علم و تہذیب کا گھر ہے، تو ہے نعمت مجلس
چودہ سو سال پرانی ہے، روایت مجلس
خود بخود ہو گئی ہم لوگوں کی عادت مجلس

ہم میں جب تک ہے کوئی ایک متنفس باقی
فیضِ مولا سے رہیں گی یہ مجالس باقی

۔۱۵۔

سیلِ افکار کو تطہیرِ نظر ہے مجلس
جس کے آثار ہیں قائم وہ اثر ہے مجلس
مسلکِ اہلِ دل و اہلِ خبر ہے مجلس
جس میں رہتے ہیں عزادار، وہ گھر ہے مجلس

جس سے ہوتا ہے ادا، اجرِ رسالت یہ ہے
جو سمجھ بوجھ کے ہوتی ہے، عبادت یہ ہے

۔۱۶۔

ذکرِ شبیرؑ سے روشن ہی رہے، گھر کے چراغ
کبھی آئی نہ خزاں جس میں یہی تو ہے وہ باغ
اس عبادت سے تو ہم نے کبھی پایا نہ فراغ
اسی مجلس سے بنے دل، اسی مجلس سے دماغ

دل کی ٹھنڈک ہے دماغوں میں تَری رکھتی ہے
کشتِ ایماں تو بہ ہر رنگ ہری رکھتی ہے

۔۱۷۔

اپنی تہذیب و تمدن ہیں، سماج اپنے ہیں
پہنچی پُرکھوں سے ہیں صدیوں سے رواج اپنے ہیں
ہے مودّت کا جو دعویٰ تو خراج اپنے ہیں
مجلسیں اپنی طبیعت ہیں، مزاج اپنے ہیں
اس طبیعت کا کوئی غیر تو حامل ہی نہیں
یہ سعادت تو کسی اور کو حاصل ہی نہیں

۔۱۸۔

اہلِ دل جانتے ہیں خوب کہ کیا ہے مجلس
درد جس دل میں ہے، اس دل کی دوا ہے مجلس
خیر ہی خیر ہے، خالق کی رضا ہے مجلس
ہم عزاداروں کی توفیقِ وفا ہے مجلس
ہم تو رہتے ہی نہیں ہیں کہیں مجلس کے بغیر
شادیاں اپنے گھروں کی نہیں مجلس کے بغیر

۔۱۹۔

چاند دیکھا جو مُحرّم کا تو گھر گھر مجلس

کبھی رکتی نہیں، جاری ہے برابر مجلس

ہے محلّوں میں بھی اور شہر کے باہر مجلس

عشرۂ ماہِ محرم میں تو، دن بھر مجلس

من اسی موج پہ بہتا ہے کہ مجلس میں چلو

دل سے جیسے کوئی کہتا ہے کہ مجلس میں چلو

۔۲۰۔

کسی محفل کو کبھی اس طرح برتا ہی نہیں

جی تو مجلس سے کسی حال میں بھرتا ہی نہیں

وقت مجلس کے بِنا اپنا گزرتا ہی نہیں

دل کہیں جانے کی ضد اور تو کرتا ہی نہیں

کون سی بزم تھی ایسی کبھی ہم جس میں گئے

ایک مجلس سے اٹھے، دوسری مجلس میں گئے

_۲۱_

دور دہشت سے بہت ہے، یہ محبّت کی فضا

ساری دنیا سے الگ، اپنی طبیعت کی فضا

اہلِ دانش کے لیے فہم و فراست کی فضا

اے خوشا، جوشِ ولا! حسنِ عقیدت کی فضا

لب پہ ذاکر کے جہاں نامِ حسینؑ آتا ہے

اہلِ مجلس کے دلوں کو وہیں چین آتا ہے

_۲۲_

رونقِ محفلِ اربابِ وفا ہے مجلس

مظہرِ رنگ دلِ اہلِ ولا ہے مجلس

غم کی تہذیب ہے، تسکینِ عزا ہے مجلس

الفتِ آلِ محمدؐ کی، عطا ہے مجلس

شورِ طوفان و حوادث میں، کنارہ بھی یہی

چشمِ گریاں کی قسم، آنکھ کا تارہ بھی یہی

_۲۳_

ہم عزاداروں کی پہچان ہے ماتم مجلس

ہم وِلا والوں کے زخموں کا ہے مرہم مجلس

ہم کو ہوتی ہے ہر اک شے سے مقدم مجلس

ہم سے مجلس ہے تو سمجھو کہ جہاں ہم، مجلس

ہم کو معلوم ہے کس کس کی دعا لیتے ہیں

کتنے ہاتھوں سے وفاؤں کا صلہ لیتے ہیں

_۲۴_

فرشِ مجلس پہ جو بیٹھے ہیں، یہ اربابِ عزا

آزمائی ہے زمانے نے بہت ان کی وفا

ان کو بھاتی ہے بہت مجلس و ماتم کی فضا

ان کی روحوں کو ملا کرتی ہے مجلس سے غذا

درِ مولا کے بھکاری ہیں، تَولّائی ہیں

بغض دشمن سے ہے اتنا کہ تبرّائی ہیں

۔۲۵۔

یہ عزادار ہمیشہ یونہی آباد رہیں

جز غمِ شاہ ہر اک رنج سے آزاد رہیں

صاحبِ علم رہیں، صاحبِ اولاد رہیں

خوش عقیدہ بھی سدا صورتِ اجداد رہیں

حق کے ساتھی ہیں تو ناحق سے نمٹتے جائیں

یا علیؑ کہہ کہ زمانے کو اُلٹتے جائیں

۔۲۶۔

سوز خوانی ہے اذاں جس کی، یہ مجلس وہ نماز

عامِ موسیقی ہے ہٹ کر ہے جُدا، اِک انداز

آس دیتے ہوئے بازو بھی ہیں کیا خوش آواز

انترا ایک ہے، لے ایک ہے، ایسے دم ساز

منتخب مرثیہ و سوز و سلام ایسا ہے

دل میں اترا چلا جاتا ہے کلام ایسا ہے

۔۲۷۔

سوز خوانوں کی پڑھت خوب ہے، ماشاءاللہ

سُر ملاتے ہیں جو بازو تو وہ سنگت ہے کہ واہ

لے میں ڈوبی ہوئی آوازوں کا آپس میں نباہ

سوز پُرسوز بہت، بین کی بندش ہے کہ آہ

پانچ سو سال روایت ہے پُرانی ان کی

جی کو بھاتی ہے بہت مرثیہ خوانی ان کی

۔۲۸۔

پیش خوانی کی بھی مجلس میں روایت ہے قدیم

مبتدیوں کو عطا کرتی ہے یہ ذوقِ سلیم

داد ملتی ہے تو کرتے ہیں یہ جھک کر تسلیم

دُہرا ملتا ہے جو ہوتا ہے تبّرک تقسیم

کب کسی اور کو بے حرفِ طلب ملتا ہے

جو انہیں منبرِ مجلس سے ادب ملتا ہے

۔۲۹۔

جب کیے نصب عقیدت نے محبّت کے خیام
تب ہوا مرثیہ گوئی کا زمانے میں قیام
کون پاتا وہ شرف جو ملا دعبل کو مقام
وہ تھا منبر پہ، ادھر فرشِ عزا پر تھے امامؑ
مرثیہ گو کی ہوئی بندہ نوازی ایسی
کس نے پائی ہے بھلا قدر شناسی ایسی

۔۳۰۔

خوب ہے اہلِ خطابت کا بھی اندازِ بیاں
بعد خطبہ کی تلاوت کے وہ پڑھنا قرآں
کر کے تفسیر مطالب کو بنانا عنواں
پھر رواں ہوتا ہے، دریائے علومِ دوراں
واں درِ علم سے طالب ا ے کو زباں ملتی ہے
یاں ہمیں دانشِ افکارِ جہاں ملتی ہے

_۳۱_

مرکزِ مجلسِ غم میں ز نگاہِ ترتیب

خاص جو صاحبِ منبر ہے وہ مجلس کا خطیب

اہلِ مجلس میں بھی رہتا ہے یہی سب کے قریب

جس کو اللہ دے توفیق یہ اُس کا ہے نصیب

کسی مجلس میں جو اطہر ۲؎ کی زباں کھلتی ہے

ایسا لگتا ہے کہ دانش کی دکاں کھلتی ہے

_۳۲_

کہاں علامہ تُرابی ۳؎ سا ہے ماہر کوئی

نہ خطیب ایسا ملا اور نہ مقرر کوئی

اُس سے اچھا نہ تھا لفظوں کا مصور کوئی

ایسا اعجاز بیاں ہو نہ سکا پھر کوئی

عمر بھر سَر پہ تھا شبیرؑ کے غم کا سایہ

اب بھی تربت پہ ہے غازی کے علم کا سایہ

۱ علامہ طالب جوہری ۲؎ خطیبِ اکبر مرزا محمد اطہر ۳؎ خطیبِ پاکستان علامہ رشید ترابی مرحوم

۔۳۳۔

یوں تو منبر پر بہت فیض رساں ملتے ہیں
علم و دانش کے بڑے کوہِ گراں ملتے ہیں
ایک سے ایک خطیبوں کے بیاں ملتے ہیں
فکر سے علم نکالیں وہ کہاں ملتے ہیں

اس بلندی پہ نظر ایک وہی آتے ہیں
چشمِ بد دور عقیل الغروی آتے ہیں

۔۳۴۔

کچھ مقرّر ہیں جو ہیں حرف و بیاں سے معذور
نہ تلفّظ کا پتا ہے، نہ معانی کا شعور
شعر ناموزوں ہی پڑھتے ہیں، پہ پڑھتے ہیں ضرور
باوجود اس کے بھی علامہ ہیں خاصے مشہور

کاش سمجھیں کہ یہاں حسنِ بیاں لازم ہے
مجلسوں کے لیے بے عیب زباں لازم ہے

۔۳۵۔

بات میں کوئی تنوّع نہ بیاں کا معیار

وہی فرسودہ سے جملے، وہی کہنہ افکار

غلطی ہائے مضامین وزباں کے انبار

پاسِ توقیرِ عزا اِن کو نہ منبر کا وقار

اہلِ منبر کا تو ہر لفظ سند ہوتا ہے

صحّت و حسن کے معیار کی حد ہوتا ہے

ا۔ سیّدالعلماجناب سیّد عقیل الغروی

۔۳۶۔

زینتِ مجلس و منبر ہے ثنائے حیدر

ایک انعام ہے خالق کا ولائے حیدر

جینا، مرنا ہے سبھی اپنا برائے حیدر

ہے خدا بھی وہی اپنا جو خدائے حیدر

کس نے توحید کو سمجھا کہ خدا کیسا ہے

میرے مولا نے بتایا کہ خدا ایسا ہے

۔۳۷۔

وہ جو ہے نہجِ بلاغہ میں وہ توحید ہے اور

معرفتِ حق کی جو دیتی ہے وہ تمہید ہے اور

ٹمٹماتے سے ستارے بھی ہیں، خورشید ہے اور

ان مضامین کی تم کو کہیں امید ہے اور

جس میں امکانِ جَسَد ہو، وہ خدا ہے ہی نہیں

جس میں تاویلِ عَدد ہو، وہ خدا ہے ہی نہیں

۔۳۸۔

ذکرِ حیدرؑ کیا مجلس میں کہ یہ تھا حکمِ رسولؐ

اہلِ حق نے کیا اس حکم کو بھی دل سے قبول

چھوڑ دیں ذکرِ علیؑ ہم کبھی کرتے نہیں بھول

اپنی ہر بزم میں کھلتے ہیں سدا مدح کے پھول

مدح مولا کے جو پھولوں کی مہک آتی ہے

چہرے کھل اُٹھتے ہیں آنکھوں میں چمک آتی ہے

_۳۹_

دل بڑھاتا ہے بہت جذبۂ الفت اپنا

ماند پڑتا ہی نہیں ذوقِ مودّت اپنا

ضائع ہوتا ہی نہیں لمحۂ فرصت اپنا

رنگ لاتا ہے بہت جوشِ عقیدت اپنا

ذکر مولا کا کبھی کم نہیں ہونے پاتا

نقشِ دل ہے کبھی مدّھم نہیں ہونے پاتا

_۴۰_

ذکرِ مولا کا یہ مطلب ہے کہ شامل ہے درود

دولتِ مدح الگ ہے، زرِ فاضل ہے درود

جسم ہے مدحِ علیؑ، جانِ فضائل ہے درود

دم جہاں لیتی ہے مجلس، وہی منزل ہے درود

اُس کے محبوب کی اس میں جو ثنا شامل ہے

اس عبادت میں بہر حال خدا شامل ہے

۔۴۱۔

ہو جو طوفانِ بلا خیز، تو ساحل ہے درود

لعنِ دشمن کے لیے، اس کے مقابل ہے درود

شکر معبود کا کرتے ہیں کہ حاصل ہے درود

اپنی تو ساری عبادات میں شامل ہے درود

فاتحہ، نوحہ، زیارات کی سوغات بہت

ایک مجلس کی عبادت میں عبادات بہت

۔۴۲۔

یوں ہی کیا جان و دلِ اہلِ نظر ہیں مولا

حق اسی سمت تو ہوتا ہے جدھر ہیں مولا

شام کو بغض ہے جس سے، وہ سحر ہیں مولا

چھاؤں ایمان ہے جس کی، وہ شجر ہیں مولا

نام میں بھی وہ علو ہے کہ علیؑ ہوتا ہے

اس کا مہمل بھی پکارو تو ولی ہوتا ہے

۴۳

نام ہی اس قدر اعلیٰ ہے کہ اعلیٰ ہے علیؑ

چاہنے والوں کی ہر آنکھ کا تارا ہے علیؑ

جو ڈبو دیتا ہے طوفان، وہ دھارا ہے علیؑ

جس سے سیرابیِ ایماں ہے، وہ دریا ہے علیؑ

اہلِ ایماں کا ہے گھر گھاٹ، یہیں رہتے ہیں

ان کے ہوتے ہیں یہیں ٹھاٹ، یہیں رہتے ہیں

۴۴

ساری دنیا پہ ہے جس گھر کی فضیلت، وہ گھر

جس سے ہاتھ آتی ہے ایمان کی دولت، وہ گھر

جس سے سادات نے پائی ہے سیادت، وہ گھر

ختم ہوتی ہے جہاں آ کے نبوّت، وہ گھر

اسی گھر آئی ہے، تطہیر، طہارت وہ ہے

جو قیامت سے ملی جا کے، امامت وہ ہے

۔۴۵۔

فخرِ کعبہ کو رہے جس پہ، ولادت ایسی

دیکھنا جس کا عبادت بنے، صورت ایسی

چیر دے کلّۂ اژدر کو جو، طاقت ایسی

پہلا منظر بھی چُنے آنکھ، بصارت ایسی

آیے دنیا میں تو ہر گز نہ کسی کو دیکھا

کھول کر آنکھ جو دیکھا، تو نبیؐ کو دیکھا

۔۴۶۔

لافتا جس کا تعارف ہے، شجاعت ایسی

بڑھ کے عالم کی عبادت سے ہو، ضربت ایسی

جو سلونی کہے منبر سے، خطابت ایسی

بچ گیا شیخ ہلاکت سے، عدالت ایسی

کس طرح عہد خلافت کا گزارا جاتا

یہ نہ ہوتے، تو وہ بے موت ہی مارا جاتا

—۴۷—

یہ اگر چاہیں تو دہلیز پہ تارا اُترے

تارا کیا چیز ہے، مہرِ جہاں آرا اترے

حضرتِ نوح کے طوفاں میں کنارا اُترے

طورِ سینا پہ دوبارا، وہ نظارا اُترے

ہوش کھو دیتے ہیں موسیٰ تو بھلا کیا دیکھیں

یہ تو معراج کے جلووں کا نظارا دیکھیں

—۴۸—

بیوی خاتونِ جناں جس کی ہیں ایسے شوہر

بیٹے سردارِ جناں جس کے ہیں ایسے ہیں پدر

بھائی ہیں ختمِ رسل، خود ابو طالبؑ کے پسر

ساری دنیا میں دکھاؤ تو کوئی ایسا گھر

روٹیاں عرش پہ اس گھر سے اگر جاتی ہیں

سورہِ دہر کی آیات اتر آتی

۔۴۹۔

دیں پھلا پھُولا ہے بُستانِ ابو طالبؑ میں

گردنیں خم کرو، احسانِ ابو طالبؑ میں

مصطفیؐ پل گئے دامانِ ابو طالبؑ میں

پھر بھی شک ہے تمھیں ایمانِ ابو طالبؑ میں

جو ملا اپنے ہی پُرکھوں سے مِلا ہے تم کو

شک کا آزار بزرگوں سے مِلا ہے تم کو

۔۵۰۔

دین شرمندۂ احسانِ ابو طالبؑ ہے

جو مسلماں ہے، مسلمانِ ابو طالبؑ ہے

پوچھو ایمان سے، کیا شانِ ابو طالبؑ ہے

میرا ایمان ہی، ایمانِ ابو طالبؑ ہے

فخرِ اجداد ہُوا، یوں بھی کسی کا بیٹا

کلِ ایماں جو کوئی ہے، تو اسی کا بیٹا

—۵۱—

ہم تو رہتے ہیں، خیابانِ ابو طالبؑ میں

آنکھ کھولی ہے، شبستانِ ابو طالبؑ میں

چین ملتا ہے، تو ایوانِ ابو طالبؑ میں

سانس لیتے ہیں، گلستانِ ابو طالبؑ میں

پاؤں ہم ظلم کی وادی میں نہیں دھر سکتے

محسنِ دیں کو فراموش نہیں کر سکتے

—۵۲—

چہرۂ حق مرے مولا ہیں، ید اللہ بھی ہیں

حلِّ مشکل کی گھڑی میں مدد اللہ بھی ہیں

عین اللہ علیؑ ہیں، اسد اللہ بھی ہیں

وہ ہے بے جسم، مگر یہ جسد اللہ بھی ہیں

رزق وہ دیتا ہے، تقسیم یہی کرتے ہیں

نام اللہ کا ہے، کام علیؑ کرتے ہیں

-۵۳-

پوچھنامت یہ نصیری سے، علیؑ کیسے ہیں

اہلِ مجلس ہی بتادیں گے علیؑ ایسے ہیں

جیسے معصومِ پیمبرؐ ہیں، علیؑ ویسے ہیں

یہ محمدؐ کی طرح ہیں، وہ علیؑ جیسے ہیں

نور ہے ایک تو سایے کو لیے کیونکر ہیں

لگتا ہے جسمِ خدا سایہ پیغمبر ہیں

-۵۴-

قرب اللہ و پیمبرؐ کا ہے، قربت ان کی

سُرخ رو کر گئی اسلام کو، نصرت ان کی

جس کی بنیاد ہے حق، وہ ہے سیاست ان کی

مثلِ پیغمبرِ اکرم تھی خلافت ان کی

وقت جب سیرتِ شیخین کو ٹھکرانے لگا

ہر گھڑی عہدِ پیمبر کا مزا آنے لگا

۔۵۵۔

میرے خوابوں کی بھی تعبیر پہ مجلس ہو گی

متنِ قرآن پہ، تفسیر پہ مجلس ہو گی

نیک بختی تِری تقدیر پہ مجلس ہو گی

روضۂ حضرتِ شبیرؑ پہ مجلس ہو گی

چشمِ امید میں کچھ اور ہی منظر ہوں گے

قائمِ آلِ محمدؐ سرِ منبر ہوں گے

۔۵۶۔

آج جیسا ہے، تب ایسا تو نہیں ہو گا عراق

کوئی آئے گا جو بدلے گا نظامِ آفاق

صبحِ وصل آتی ہے، جانے کو ہے یہ شامِ فراق

سب حسابِ دل و جاں، جلد ہی ہو گا بے باق

ہوئے گی تاخت، اب ان ظلم کے ایوانوں کی

موت آنے ہی کو ہے وقت کے شیطانوں کی

_۵۷_

دن کسے کہتے ہیں، شب کیا ہے، یہ ہم جانتے ہیں

یہ عجم کیا ہے، عرب کیا ہے، یہ ہم جانتے ہیں

کیا ہے معمول، عجب کیا ہے، یہ ہم جانتے ہیں

ہو رہا ہے جو یہ سب کیا ہے، یہ ہم جانتے ہیں

خودکشی سے بھی مریں آپ، تو رہتے ہیں شہید

آپ صدّام سے ظالم کو بھی کہتے ہیں شہید

_۵۸_

کیا ہے اخلاق، ادب کیا ہے، یہ ہم جانتے ہیں

لُطف کیا شے ہے، غضب کیا ہے، یہ ہم جانتے ہیں

آپ کا حُسنِ طلب کیا ہے، یہ ہم جانتے ہیں

آپ کی فکر کا ڈھب کیا ہے، یہ ہم جانتے ہیں

آپ جو چاہتے ہیں، اُس سے تو، معذور ہیں ہم

آپ کی فکرِ اساسی سے بہت دُور ہیں ہم

_۵۹_

فیضِ مجلس ہے کہ مظلوم کے غم خوار ہیں ہم

فیضِ مجلس ہے کہ اس گھر کے عزادار ہیں ہم

فیضِ مجلس ہے کہ غافل نہیں، ہشیار ہیں ہم

فیضِ مجلس ہے کہ تھوڑے بھی تو بسیار ہیں ہم

اتنا ہلکا بھی تو اب آپ نہ سمجھیں ہم کو

یوں ہی اُڑنے کے نہیں، بھاپ نہ سمجھیں ہم کو

_٦۰_

اسی مجلس کے تو صدقے میں سرافراز ہیں ہم

جسے دنیا نہ دبا پائی، وہ آواز ہیں ہم

اک الگ سوچ ہیں ہم اک الگ انداز ہیں ہم

جادہِ حق کے مسافر ہیں تو جانباز ہیں ہم

ہوش میں آؤ گے جب تم، تو ہمیں مانو گے

اُتنا پھر مانو گے جتنا ہمیں پہچانو گے

_۶۱_

فیضِ مجلس سے ہیں، ایثار کا پیکر بچّے

فیضِ مجلس سے بنے ہیں مہ واختر بچّے

فیضِ مجلس سے بڑوں کے ہیں برابر بچّے

فیضِ مجلس ہی سے ہوتے ہیں قدآور بچّے

فیضِ مجلس ہے کہ یہ جانتے ہیں یہ کیا ہیں

اپنے دشمن کو بھی پہچانتے ہیں، یہ کیا ہیں

_۶۲_

ایک مجلس ہے ہماری کہ عجب جس کی ہے آن

نہ تکلّف، نہ تواضع، نہ تبرّک کا نشان

نہ کوئی فرش نہ قالین، نہ روشن ہے مکان

فرشِ خاک اور اندھیرا ہی ہے اس کی پہچان

روزِ عاشور قیامت کی جو شام آتی ہے

مجلسِ شامِ غریباں ہی کے نام آتی ہے

—۶۳—

مجلسِ شامِ غریباں کا یہی ہے دستور
اور کرتے بھی تو کیا ہو گئے دل سے مجبور
وہ قیامت کا سماں اور وہ شامِ عاشور
اُف وہ محشر کی گھڑی کیوں نہیں پھونکا گیا صور
خیمے سب جل چکے، رہنے کو کوئی گھر بھی نہیں
بیبیاں لُٹ گئیں، سَر پر کوئی چادر بھی نہیں

—۶۴—

سُونا جنگل ہے، اندھیرا ہے، کوئی پاس نہیں
علیؑ اکبر نہیں، قاسم نہیں، عبّاسؑ نہیں
بے سہارا ہوئے ایسے کہ کوئی آس نہیں
بچّے یوں سہمے کہ اب پیاس کا احساس نہیں
ہائے کیسی گھڑی قسمت نے دکھائی رَن میں
لُٹ گئی فاطمہ زہراؑ کی کمائی رَن میں

_۶۵_

بیبیاں بیٹھی ہیں میدان میں، خاموش ہے رَن

دشتِ غربت ہے، اندھیرا ہے، بہت دور وطن

کوئی ہمدرد نہیں ہو گئی دنیا دشمن

لاشے انصار و اعزّہ کے ہیں بے گور و کفن

ہائے اولادِ نبیؐ اور مصیبت ایسی

کسی دشمن پہ بھی ٹوٹے نہ قیامت ایسی

_۶۶_

اب نہ بیٹا ہے، نہ بھائی، نہ بھتیجا کوئی

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کرے کیا کوئی

وہ اندھیرا ہے، نہیں سوجھتا رستہ کوئی

جس سے ڈھارس بندھے، باقی نہیں ایسا کوئی

آپ کی آل پہ یہ رات بہت بھاری ہے

یا علیؑ! آؤ کہ اب وقتِ مدد گاری ہے

۔۶۷۔

دشتِ غربت میں ہوئیں ماؤں کی گودیں خالی

گود کے پالوں کی لاشوں کی ہوئی پامالی

سر پہ وارث ہے کسی کا، نہ کسی کا والی

کون ایسا ہے کہ ایسے میں کرے رکھوالی

سوئے مقتل میں سبھی دیکھنے والے ان کو

کون زینبؑ کے سوا اور سنبھالے ان کو

۔۶۸۔

یا علیؑ! کہہ کے پھر اُٹھّی جو علیؑ کی بیٹی

سب کو یکجا کیا، اک ایک کی صورت دیکھی

سسکیاں لیتی تھی کوئی، کوئی آہیں بھرتی

دیکھا بچّوں کو تو ایک اُن میں سکینہ ہی نہ تھی

ڈھونڈھا، پر جان و دلِ شاہِ مدینہ، نہ ملی

جلے خیموں کو بھی دیکھا، پہ سکینہ نہ ملی

_۶۹_

پوچھا ایک ایک سے لیکن نہ خبر کچھ پائی

ہول اُٹھنے لگے دل میں، تو بہت گھبرائی

ڈھونڈتی ڈھونڈتی مقتل کی طرف جب آئی

بھائی کے لاشۂ بے سَر سے یہ آواز آئی

میری ماں جائی کدھر ہو، ادھر آؤ زینبؑ

میرے سینے سے سکینہ کو اُٹھاؤ زینب

_۷۰_

بھائی کی لاش پہ پہنچی جو بہن دُکھیاری

باپ کے سینے سے لپٹی تھی غموں کی ماری

دل مصیبت سے پھٹا، ہو گئے آنسو جاری

پیار کر کے کہا بیٹا، یہ پھوپھی ہو واری

کس طرح گزرے گی مقتل میں شب، اُٹھّو بی بی!

ماں چلی آئے نہ مقتل میں، اب اُٹھّو بی بی!

۔۷۱۔

جلے خیموں کے قریں ریت پہ بیٹھے ہیں حرم
وارثوں کا کہیں ماتم، کہیں اولاد کا غم
آہ وزاری کی صداؤں میں وہ گریۂ پیہم
بیبیاں دور سے آتی نظر آئیں یک دم
صاف چہروں پہ تو احساسِ پشیمانی ہے
کچھ غذا ہاتھوں میں کھانے کو ہے، کچھ پانی ہے

۔۷۲۔

ایک بی بی نے کیا بڑھ کے یہ زینب سے کلام
اُس کی بیوہ ہوں میں، حُر تھا جو شہِ دیں کا غلام
آپ کے فضل و کرم سے ہُوا، کیا نیک انجام
حاضری لائی ہوں، لے لیجیے یہ نذرِ امام
تھک کے سوتے ہیں جو ریتی پہ نڑاسے بچّے
جانتی ہوں ہیں کئی روز سے پیاسے بچّے

۔۷۳۔

دیکھا پانی تو حرم میں ہوا کہرام بَپا

پیاسے مارے گیے انصار و عزیز و رفقا

جام پانی کا جو زینبؑ نے سکینہؑ کو دیا

چلی مقتل کو وہ کہتی ہوئی، ہائے بابا!

پیاس کا اصغرؑ بے شیرؑ شناسا ہے بہت

میرا چھ ماہ کا بھائی بھی تو پیاسا ہے بہت